Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

فون ۲۲۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

یوم ہفتہ

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۵/۳۰ | ۴ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ ۶ امان ۱۳۵۵ ہش ۶ مارچ ۱۹۷۶ء | نمبر ۵۴

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۶ امان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت سے رکھے اور عمر میں غیر معمولی برکت دے۔ آمین

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ طبیعت تاحال بہت ناساز ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو اپنے فضل سے کامل و عاجل صحت عطا فرمائے اور تادیر سلامت رکھے۔ آمین

ربوہ ۵ امان۔ آج مسجد اقصیٰ میں خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ حضور نے خطبہ جمعہ میں گذشتہ خطبات کے تسلسل میں قضاء وقدر اور جبر کے مسئلہ پر نہایت عام فہم اور دلآویز انداز میں روشنی ڈالی اور بتایا کہ عیسائی حلقوں کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام میں تقدیر پر ایمان لانے کا جو حکم ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گویا انسان صاحبِ اختیار نہیں ہے اور جزا سزا کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے حالانکہ اس بارہ میں اسلام کی جو حقیقی تعلیم قرآن نے پیش کی ہے اور جسے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی شرح وبسط کے ساتھ اپنی کتب میں پیش فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خلق کلّ شیءٍ فقدّرہٗ تقدیرا (الفرقان آیت ۳) حضور نے اس کی پُرمعارف تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنی حکمتِ کاملہ سے سلسلۂ نظامِ قدرت میں قضاء وقدر کو اسباب اور تدریج کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ گو ہر چیز خدا نے پیدا کی اور اس نے ہر چیز میں ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے مگر اس اندازہ کے اندر رہ کر انسان کو صاحبِ اختیار بنایا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تقدیر کا مسئلہ جبر کو نہیں بلکہ اختیار کو ثابت کرتا ہے۔ خدائی تقدیر انسانی قوتوں کو زائل نہیں کرتی بلکہ انہیں قوانینِ قدرت کے اندر رکھتے ہوئے اپنے اپنے دائرۂ استعداد میں صاحبِ اختیار بناتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہر انسان کو اپنے عمل کی جزا یا سزا ملتی ہے حضور نے مختلف عام فہم مثالیں دے کر اس مسئلہ کو واضح کیا اور آخر میں نصیحت فرمائی کہ احباب کو اس مسئلہ کو سمجھنے اور اسے یاد رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور خدا تعالیٰ نے اپنے قضاء و قدر کے دائرہ میں رہتے ہوئے اسباب کو استعمال کر کے اپنے اپنے دائرۂ استعداد کے مطابق ترقی کرنے کی جو آزادی بخشی ہے اس کی قدر کرنی چاہیئے اور خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے مقبول اعمال بجالانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی

(باقی صفحہ ۲ پر)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بہت نادان ہے وہ شخص جو قویٰ سے تو کام نہیں لیتا اور صرف دعا سے مدد چاہتا ہے

خدا تعالیٰ کے عطا کردہ قویٰ سے پورا کام لے کر پھر انجام کو خدا کے سپرد کرنا چاہیئے

"دیکھو اللہ تعالیٰ نے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کی تعلیم دی ہے۔ اب ممکن تھا کہ انسان اپنی قوت پر بھروسہ کر لیتا اور خدا سے دُور ہو جاتا اِس لئے ساتھ ہی اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کی تعلیم دے دی کہ یہ مت سمجھو کہ یہ عبادت جو مَیں کرتا ہوں اپنی قوت اور طاقت سے کرتا ہوں ہرگز نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی استعانت جب تک نہ ہو اور خود وہ پاک ذات جب تک توفیق اور طاقت نہ دے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور پھر اِیَّاکَ اَعۡبُدُ یا اِیَّاکَ اَسۡتَعِیۡنُ نہیں کہا اِس لئے کہ اس میں نفس کے تقدم کی بُو آتی تھی اور یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔ تقویٰ والا کل انسانوں کو لیتا ہے۔" (الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۴)

"جو شخص دعا اور کوشش سے مانگتا ہے وہ متقی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ یاد رکھو کہ جو شخص پوری فہم اور عقل اور زور سے تلاش نہیں کرتا وہ خدا کے نزدیک ڈھونڈنے والا نہیں قرار پاتا اور اس طرح سے امتحان کرنے والا ہمیشہ محروم رہتا ہے لیکن اگر وہ کوششوں کے ساتھ دعا بھی کرتا ہے اور پھر اُس سے کوئی لغزش ہوتی ہے تو خدا اُسے بچاتا ہے اور جو آسائش تن کے ساتھ دروازہ پر آتا ہے اور امتحان لیتا ہے تو خدا کو اس کی پرواہ نہیں ہے۔" (البدر ۲۴ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳، ۴)

"اس سے بڑھ کر کوئی نعمت انسان کے لئے نہیں ہے کہ اُسے گناہ سے نفرت ہو اور خدا تعالیٰ خود اُسے معاصی سے بچا لیوے مگر یہ بات نری تدبیر یا نری دعا سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ دونوں سے مل کر حاصل ہوگی جیسے کہ خدا تعالیٰ نے تعلیم دی ہے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ جس کے یہ معنے ہیں کہ جو کچھ قویٰ خدا تعالیٰ نے انسان کو عطا کئے ہیں اُن سے پورا کام لے کر پھر وہ انجام کو خدا کے سپرد کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے عرض کرتا ہے کہ جہاں تک تُو نے مجھے توفیق عطا کی تھی اُس حد تک تو مَیں نے اس سے کام لے لیا یہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے معنے ہیں اور پھر اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کہہ کر خدا سے امداد چاہتا ہے کہ باقی مرحلوں کے لئے مَیں تجھ سے استمداد طلب کرتا ہوں۔ وہ بہت نادان ہے جو کہ خدا کے عطا کئے ہوئے قویٰ سے تو کام نہیں لیتا اور صرف دعا سے مدد چاہتا ہے ایسا شخص کامیابی کا مُنہ کس طرح دیکھے گا۔" (البدر یکم مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۳)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک مختصر تحقیقی مقالہ

مسلم تاریخ اور چھ کونوں والا ستارہ

ذیل کا مختصر تحقیقی مقالہ ہفت روزہ "لاہور" لاہور کے یکم مارچ ۱۹۷۶ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے جو من و عن بلا تبصرہ ہدیۂ قارئین ہے:

"حال ہی میں ایک سرکاری اعلان جاری کیا گیا ہے کہ عوام اپنے تجارتی نشانوں اور سائن بورڈوں وغیرہ پر چھ کونوں والا ستارہ استعمال نہ کریں کیونکہ یہ ستارہ روایتی داؤد کا ستارہ کہلاتا ہے اور یہودیوں اور اسرائیل کا خاص نمائندہ نشان ہے اور یہ اسلامی روایات اور اسلامی اقدار کے سراسر منافی ہے۔"

(نوائے وقت لاہور ۲۴ جنوری ۷۶ء ص)

بلاشبہ اسلامی روایات و اقدار کے فروغ کا جذبہ نہایت درجہ قابلِ قدر چیز ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے بہت کم ہے تاہم تاریخِ اسلام کے ایک ابتدائی اور سرسری مطالعہ سے یہ حقیقت بھی پایۂ ثبوت تک پہنچتی ہے کہ

پہلی صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ہجری کے آغاز تک عرب و عجم کی مسلمان حکومتوں میں چھ کونے کا ستارہ حکومتی سطح پر زیرِ استعمال رہا ہے۔

دستاویزی ثبوت

اس حقیقت کے متعدد شواہد و دلائل دیئے جا سکتے ہیں مگر اس مختصر [illegible] میں صرف تین دستاویزی ثبوت پیش کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ حضرت امیر معاویہؓ کا اسلامی سکہ

امیر معاویہؓ حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں پورے ملک شام کے والی تھے۔ آپ نے اپنے زمانۂ سلطنت میں جو سکہ جاری کیا اس میں گول دائرہ سے باہر جو ستارے کندہ تھے وہ چھ کونوں والے تھے۔ ان سکوں کا انکشاف موجودہ صدی میں ہوا اور ان کی تصاویر مصر کے ممتاز صحافی اور اخبار "المقطم" کے رکن جناب اسعد داغر اپنی معرکۃ الآراء کتاب "حضارۃ العرب" کے صفحہ ۵۶ پر شائع کر چکے ہیں۔ یہ کتاب صاحب الجلالۃ حسین الاوّل بادشاہِ عرب کے عہد میں انہی کے نام سے معنون کی گئی تھی اور مارچ ۱۹۱۸ء میں مصر کے مطبع ہندیہ سے زیورِ طبع سے آراستہ ہوئی تھی۔

۲۔ لال محل۔ قلعہ آگرہ

مغلیہ خاندان کے بادشاہوں اور فرمانرواؤں کا دورِ حکومت مسلم [illegible] و تمدن کا ایک سنہری دور تصور کیا جاتا ہے۔ اس دور میں جو شاندار اور سربفلک اور یادگار سرکاری عمارتیں ہندوستان میں تعمیر کی گئیں ان میں سے عہدِ جہانگیری کا قلعہ آگرہ اور اس کا پرانا محل خاص طور پر قابلِ دید ہے جس کو "لال محل" بھی کہتے ہیں۔ خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ خان صاحب دہلوی مرحوم نے بھی تاریخ ہندوستان جلد ششم میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس قلعہ کے سمن برج پر ایک جگہ چھ کونوں والے پانچ ستارے اکٹھے نقش کئے ہوئے اب تک موجود ہیں۔

علاوہ ازیں قلعہ کے لال محل کے پھاٹک پر اسی طرز کے تین ستارے بنے ہوئے ہیں۔ اور فرانس کے مشہور مستشرق ڈاکٹر گستاولی بان کی مشہور کتاب "تمدنِ ہند" کے اردو ایڈیشن صفحہ ۴۰۰ (مطبوعہ مطبع شمسی آگرہ ۱۹۱۳ء) میں اس پھاٹک کا واضح اور نمایاں فوٹو مدت سے شائع شدہ ہے۔ "تمدنِ ہند" کا اردو ترجمہ شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی جیسے نہایت بلند پایہ فاضل و محقق کے قلم سے نکلا ہے جو برسوں تک سرکار نظام حیدر آباد کی حکومت میں معتمد تعمیرات و ریلوے کے عہدہ پر سرفراز رہے اور دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی گریٹ برٹن (THE ROYAL ASIATIC SOCIETY OF GREAT BRITAIN) کے معتمد ممبروں میں سے تھے۔

۳۔ شیخ حرم نبویؐ کا شاہی تمغہ

ترکوں کی شاندار عثمانی حکومت کے دورِ اقتدار میں "شیخ الحرم النبوی و محافظ المدینہ" کا منصب بڑی عقیدت و الفت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور مصر اور دوسرے مسلم ممالک سے آنے والے سرکاری وفود مدینہ کی زیارت کے لئے پہنچتے تو شیخ الحرم سے بھی شرفِ ملاقات حاصل کرتے۔ ۱۳۱۹ھ (۱۹۰۱ء) میں یہ قابلِ فخر اور مقدس اعزاز ایک بزرگ "الفریق عثمان پاشا فرید" کو حاصل تھا۔ چنانچہ ابراہیم رفعت پاشا جو مصری قافلہ کے امیر الحجاج تھے ۱۲ محرم ۱۳۱۹ھ کو روضۂ رسولؐ پر حاضر ہوئے تو انہوں نے محافظ المدینہ شیخ الحرم النبوی سے بھی خصوصی ملاقات کی جس کا ذکر ان کی نہایت گراں قدر اور مبسوط کتاب "مرآۃ الحرمین" جزء اوّل صفحہ ۳۸۳ (مطبوعہ ۱۹۲۵ء) میں ملتا ہے — ابراہیم رفعت پاشا نے یہ پُر از معلومات تصنیف جو حرمین شریفین کے حالات کا ایمان افروز مرقع اور متعلقہ تاریخی تصاویر سے مزین ہے۔ بادشاہِ مصر فؤاد اوّل کے نام پر انتساب کی اور حضرت صاحب الدولۃ الرئیس الجلیل" سعد زغلول پاشا وزیر اعظم مصر نے اس کتاب پر مؤلف کتاب کو پُرزور الفاظ میں خراجِ تحسین ادا کیا۔

ابراہیم رفعت پاشا نے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۳۸۲ پر شیخ الحرم النبوی کا فوٹو بھی دیا ہے۔ شیخ الحرم النبوی کے چہرہ پر مشرّع داڑھی بہت پیاری اور خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ سر پر ترکی ٹوپی رکھی ہے اور شاہی وردی زیبِ تن کئے ہوئے ہیں۔ سینہ پر جو شاہی تمغے آویزاں ہیں ان میں سے ایک تمغہ جو دائیں جانب گریبان کے قریب ہے چھ کونوں والے ستارہ کی شکل میں ہے جو نمایاں طور پر دکھائی دے رہا ہے۔

خلاصہ

الغرض مسلمانوں کی اموی، مغل اور عثمانی حکومتوں میں چھ کونوں والا ستارہ یقینی اور قطعی طور پر استعمال کیا جاتا تھا اور شاہی سکے، شاہی عمارتیں اور شاہی تمغے پر دوسرے نشانوں کے علاوہ اس کو بھی خاص اہمیت دی جاتی تھی۔

کہا جا سکتا ہے کہ وسطِ ایشیا کے مسلمان، مغل اور ترک تو زمانہ نبویؐ سے بہت صدیوں بعد برسرِ اقتدار ہوئے مگر حضرت امیر معاویہؓ کا عہدِ حکومت تو خلافتِ راشدہ کے مبارک عہد سے بالکل پیوستہ تھا جس میں سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام، حضرت ابن عباسؓ، حضرت [illegible]ؓ، حضرت حسان بن ثابتؓ۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت براء بن عازبؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ اور خادم الرسولؐ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہ زندہ موجود تھے۔

اگر یہ چھ کونوں والا ستارہ صرف یہود سے مخصوص اور اسلامی روایات اور اسلامی اقدار کے خلاف اور منافی ہوتا تو وہ حضرت معاویہؓ کے جاری کردہ سکّوں پر ضرور صدائے احتجاج بلند کرتے اور شمالی افریقہ سے لے کر ایران تک ایک شورِ قیامت برپا ہو جاتا مگر اس دنیا کے پردہ پر وہ کونسا محقق ہے جو یہ ثبوت دے سکے کہ ان بزرگ صحابہؓ میں سے کسی نے بھی اس سکہ پر کوئی تنقید کی ہو؟

دوست محمد شاہد

(ہفت روزہ "لاہور" یکم مارچ ۱۹۷۶ء ص۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کا ایک ہیبت ناک نشان

عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب

محترم چوہدری محمد شریف صاحب فاضل سابق رئیس التبلیغ بلاد عربیہ و مغربی افریقہ

خطرناک ابتلاء کی صدی

انیسویں صدی ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے نہایت ہی ابتلاء اور غیر معمولی تکالیف اور پریشانیوں کی صدی تھی۔ سولہویں صدی میں مسلمان، ہندوستان میں فاتحانہ رنگ میں داخل ہوتے تھے اور رفتہ رفتہ سارے ہندوستان پر قبضہ کر لیا تھا اور اس زمین میں ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت (سلطنت مغلیہ) قائم ہو گئی تھی۔ لیکن باوجود ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور آہستہ آہستہ سلطنت کمزور ہو کر پارہ پارہ ہو گئی ۱۸۳۹ء تک سارا ہندوستان انگریزوں کے قبضہ و اقتدار میں چلا گیا اور ہندوستان کی اکثریت یعنی ہندوؤں وغیرہ نے انگریزوں کے ساتھ اچھے تعلقات پیدا کر لئے اور دل و جان سے ان کے ساتھ ہو گئے اور مسلمانوں کے انتقام لینے کا جذبہ ان کے دلوں میں تیز تر ہو گیا

اسلام کی ترقی میں رکاوٹ

ہندوؤں نے اپنی قوم کو اسلام میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے چھوت چھات کا ہتھیار ایجاد کیا تھا اور یہی چھوت چھات کا حربہ تھا۔ جس نے ۵۲۶ء سے اس ملک میں اسلامی حکومت قائم ہو جانے کے باوجود مسلمانوں کو اقلیت میں رکھا اور بہت کم ہندو اسلام میں داخل ہوئے اور اب تک یہی حال ہے اور ہندوستان میں اسلام کی ترقی رکی ہوئی ہے!

انگریزوں کا اس ملک پر مکمل قبضہ ہو جانے کے بعد ہندوؤں نے یہ عزم کر لیا کہ جو لوگ ان میں سے مسلمان ہو چکے ہیں۔ ان کو دوبارہ اپنے مذہب میں واپس لایا جائے اکثریت کو چھوڑ کر اقلیت میں داخل ہونا تو پہلے ہی جو ہندوؤں کا کام تھا۔ اب ہندوؤں نے مذہب اسلام پر بھی اس مذہبی آزادی اور ہر شخص کے لئے اظہار مافی الضمیر کی آزادی کی وجہ سے جو برطانیہ نے اپنی سلطنت میں اپنی رعایا کو دے رکھی تھی۔ فائدہ اٹھانا شروع کیا ـــ اور وہی اعتراضات و وساوس جو عیسائیت کے پادری اظہر اور ملحد مسلمانوں کو عیسائیت میں داخل کرنے کے لئے ہندوستان میں پھیلا رہے تھے ہندوؤں نے بھی انہیں اپنا لیا اور اپنی طرف سے گندی سے گندی گالیوں کا اضافہ بھی ان میں کر لیا۔ گویا مسلمانوں کے لئے ایک ہی وقت میں چار مصیبتیں جمع ہو گئیں۔

اوّل۔ اپنی حکومت کا ہندوستان سے ختم ہو جانا۔

دوم:۔ عیسائی پادریوں کے اعتراضات اور عیسائیوں کی حکومت

سوم:۔ اکثریت اہل ہندوستان یعنی ہندوؤں کے اسلام پر اعتراضات اور گندی گالیاں

چہارم:۔ مسلمانوں کے باہمی مذہبی فرقہ وارانہ اختلافات اور جنگ و جدال

ان حالات میں مسلمانوں کے لئے ہندوستان میں اپنی زندگی گزارنی دشوار ہو گیا اور یہ وہی وقت ہے جس کے متعلق حالی مرحوم نے درد و کرب سے اپنے مسدس یا مرثیہ اسلام میں ۱۸۷۹ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے دعا کی:

"اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغرباء ہے"

۱۸۸۰ء کا مبارک سال

انہی ایام میں ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا ہو گا تو ایک فارسی الاصل مرد وہاں سے بھی واپس لے آئے گا" ہندوستان کے شمالی مغربی کونہ کے ایک گاؤں قادیان سے ایک فارسی الاصل مرد حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود نے ۱۸۸۰ء میں اپنی کتاب براہین احمدیہ تالیف فرمائی اور یہ اعلان شائع فرمایا۔

"سب طالبانِ حق پر واضح ہو جو مقصود اس کتاب کی تالیف سے ...... یہ ہے جو اسلام کی سچائی کے دلائل اور قرآن مجید کی حقیت کے براہین اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صدقِ رسالت کے وجوہات سب لوگوں پر روشن تمام ظاہر کئے جائیں اور نیز ان سب کو جو اس دین متین اور مقدس کتاب اور برگزیدہ نبی سے منکر ہیں ایسے کامل اور معقول طریق سے ملزم اور لاجواب کیا جائے۔ جو آئندہ ان کو مقابلہ اسلام کے دم مارنے کی جگہ باقی نہ رہے"

(براہین احمدیہ طبع اوّل صفحہ ۱۶)

دعوتِ نشان نمائی

نیز تحریر فرمایا:۔

"اس زمانہ کے پادری اور پنڈت اور برہمو اور آریہ اور دوسرے مخالف چونکہ نہ انہیں گروہ ہو گئیں کہاں ہیں۔ وہ آسمانی نور کہ جن میں جنہیں امت مرحومہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مسیح اور موسیٰ کی برکتوں میں شریک ہے اور ان نوروں کی وراثت ہے جن سے اور تمام قومیں اور تمام اہل مذاہب محروم اور بے نصیب ہیں؟

......

وسوسہ کے دور کرنے کے لئے اس عاجز نے اس حاشیہ میں متعہد ہوا ہے کہ تا طالب حق کے لئے کہ جو اسلام کے فضائل منحصر دیکھ کر فی الفور مسلمان ہونے پر مستعد ہیں۔ اس غرض کے لئے ہم ہی ذمہ دار ہیں!

پس اگر کوئی پادری یا پنڈت یا برہمو جو اپنی کور باطنی سے منکر ہیں یا کوئی آریہ اور دوسرے فرقوں ... اور راستی سے صد انحراف ... تو اس پر لازم ہے کہ سچے طالبوں کی طرح تمام تکبروں اور غروروں اور نفسانیوں اور دنیا پرستیوں اور ضدوں اور خصومتوں سے بکلی پاک ہو کر اور فقط حق کا خواہاں اور حق کا جو یاں بنکر ایک مسکین اور عاجز اور ذلیل آدمی کی طرح سیدھا ہماری طرف چلا آوے اور پھر صبر اور برداشت اور ادب اور خلوص کو ......

...... صادق لوگوں کی طرح اختیار کرے تا انشاء اللہ اپنے مطلب کو پاوے اور اگر پھر بھی کوئی منہ پھیرے تو وہ خود اپنے ایمانی پر گواہ ہے"

(براہین احمدیہ حصہ سوم ص ۲۴۵)

نیز اس زمانہ کے سب سے بڑے مذہب اسلام ہندو بانی آریہ سماج پنڈت دیانند سرسوتی کو مخاطب کر کے تحریر فرمایا ہے:

"اسلام وہ دین ہے جو اپنی حقیت پر دوہرا ثبوت ہر وقت موجود رکھتا ہے ایک معقولی دلائل جن سے اصول حقہ اسلام کے دیوار روئیں کی طرح مضبوط اور مستحکم ثابت ہوتے ہیں دوسری آسمانی آیات در سماوی تائیدات اور غیبی مکاشفات اور ربانی الہامات و مخاطبات اور دیگر خوارق عادات جو اسلام کے کامل متبعین سے ظہور میں آتے ہیں۔ جن سے حقیقی نجات اسی جہان میں سچے ایمان داروں کو ملتی ہے یہ دونوں قسم کے ثبوت اسلام کے غیر میں ہرگز نہیں پائے جاتے اور نہ ان کو طاقت ہے کہ اس کے مقابلہ پر کچھ دم مار سکیں۔ لیکن اسلام میں وجود اس کا متحقق ہے۔ سو اگر ان دونوں قسم کے ثبوت میں سے کسی قسم کے ثبوت میں شک ہو۔ تو اسی جگہ قادیان میں آکر اپنی تسلی کر لینی چاہیئے...... معمولی خرچ آپ کی آمد و رفت کا اور نیز واجبی خوراک کا ہمارے ذمہ رہے گا"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۵ و ۵۰۶)

حضرت مسیح موعودؑ کی یہ کتاب و اشتہارات اور چیلنج ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک شائع ہوتے رہے۔ لیکن عیسائیوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یا ہندوؤں کے لیڈروں اور پیشواؤں کو جرأت نہ ہوئی کہ وہ اسلام کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوں اور آسمانی نشانات وانوار مشاہدہ کرکے اسلام سے مشرف ہو جائیں اور نجات پائیں۔ اور پنڈت دیانند سرسوتی تو بالکل خاموش رہے اور مذکورہ بالا دعوت نامہ بذریعہ رجسٹری مل جانے کے تین ماہ بعد اکتوبر ۱۸۸۳ء میں عالم آخرت کو سدھار گئے۔

دو ہزار چار سو روپیہ نقد

[illegible] ہندوؤں میں سے ایک بہت بڑے نامور پنڈت صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لاہور سے لکھا کہ وہ قادیان میں آسمانی نشانات وانوار برکات دیکھنے کے لئے اور پھر مشرف باسلام ہونے کے لئے آنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ آپ دو سو روپیہ ماہوار کے حساب سے دو ہزار چار سو روپیہ پیشگی لاہور (فلاں مقام پر) مجھے بھیج دیں۔ اس پر آپ نے ایک وفد کے ہاتھ اس قدر روپیہ کی تھیلی ان کے لئے لاہور بھیجدی۔ مگر جب یہ وفد لاہور ان کے (مقررہ) مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ پنڈت صاحب اپنی جان بچانے کے لئے کسی اور مقام کو چپکے سے سدھار گئے ہیں!

لیکھرام پشاوری

جب ان باتوں کا ملک میں عام چرچا ہوا اور تمام مخالفین اسلام کے مذاہب پر حجت پوری ہو گئی اور ہندوؤں کو بھی لینے کے دینے پڑ گئے۔ تو ان کے نئے پُر جوش فرقہ آریہ سماج میں سے ایک جوان پیدا ہوا جس کا نام لیکھرام اور اس کے باپ کا نام تارا سنگھ اور چچا کا نام گنڈا رام تھا اور ۱۸۵۸ء میں موضع سید پور تحصیل چکوال ضلع جہلم (حال پاکستان) میں پیدا ہوا اور ۱۸۷۶ء میں محکمہ پولیس میں نوکر ہوا تھا اور ۱۸۸۴ء تک پشاور شہر میں سارجنٹ نقشہ نویس رہنے کے بعد پولیس کی ملازمت سے مستعفی ہو گیا۔ اور آریہ سماج کے کام میں لگا ہوا تھا۔ نومبر ۱۸۸۵ء میں قادیان آیا اور اپنے ہندو آریہ بھائیوں کے پاس ٹھہرا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خط و کتابت شروع کر دی اور آپ سے بڑی شوخی اور طراری سے آسمانی نشان دکھانے کا مطالبہ کیا۔

معاہدہ نشان نمائی

آخر دسمبر ۱۸۸۵ء کے دوسرے ہفتہ میں باہمی خطوط و پیغامات کے تبادلہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور لیکھرام کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

"اگر کوئی پیشگوئی لیکھرام کو بتلائی جائے اور وہ سچی نہ ہو تو وہ ہندو مذہب کی سچائی کی دلیل ہوگی اور فریق پیشگوئی کرنے والے پر لازم ہوگا کہ آریہ مذہب کو اختیار کرے یا چوبیس سو ساٹھ روپیہ لیکھرام کو دے دے (اس وقت ملازمت سے لیکھرام کی ایک سال کی آمدنی تھی۔ ناقل) جو پہلے سے شرمپت ساکن قادیان کی دکان پر جمع کرا دیا ہوگا اور اگر پیشگوئی کرنے والا سچا نکلے تو اسلام کی سچائی کی یہ دلیل ہوگی اور شرط لیکھرام پر واجب ہوگا کہ مذہب اسلام قبول کرے۔"

(بحوالہ استفسار)

اس معاہدہ کے لکھے جانے کے بعد دسمبر ۱۸۸۵ء میں لیکھرام قادیان سے روانہ ہو گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر آسمان کی طرف لگ گئی۔

نزول نشانات

جنوری ۱۸۸۶ء میں آپ اس عقدہ کشائی کے لئے حسب اعلام الٰہی ہوشیار پور تشریف لے گئے اور وہاں چالیس روز معتکف اور مصروف دعا و عبادت رہے۔ ان چالیس دنوں کے اندر اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین قسم کی پیشگوئیاں عطا فرمائیں اور آپ نے ان سب پیشگوئیوں کو ایک رسالہ میں جس کا نام آپ نے سراج منیر تجویز فرمایا، شائع کرنے کا اعلان فرمایا اور بطور نمونہ اس رسالہ کی ایک پیشگوئی "نشان رحمت" دینے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں شائع فرما دی اور اندرمن مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری وغیرہ لیڈران اقوام کے متعلق جو منذر پیشگوئیاں تھیں ان کے متعلق آپ نے بات کو چھپا رکھا اور اچھی طرح مشہور کرنے کے لئے اسی اشتہار مورخہ ۲۰ فروری کو میں تحریر فرمایا:۔

"پیشگوئیاں کوئی اختیاری بات نہیں ہمیشہ اور ہر حال میں خوشخبری پر دلالت کریں۔ اس لئے ہم انکسار تمام اپنے موافقین و مخالفین کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ جو صاحب پیشگوئی کو اپنی نسبت ناگوار (جیسے خبر موت فوت یا کسی اور مصیبت کی نسبت) پاویں تو اس بندہ ناچیز کو معذور تصور فرماویں۔ بالخصوص وہ صاحب جو بباعث مخالفت و مغایرت مذہب اور توجہ نامحرم اسرار ہونے کے حسن ظن کی طرح بلکہ رجوع کر سکتے ہیں جیسے منشی اندرمن صاحب مراد آبادی و پنڈت لیکھرام صاحب پشاوری وغیرہ جن کی قضا و قدر کے متعلق غالباً اس رسالہ میں بتعیین وقت و تاریخ کچھ تحریر ہوگا۔"

"..... بایں ہمہ اگر کسی صاحب پر کوئی ایسی پیشگوئی شاق گذرے تو وہ مجاز ہیں کہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء سے یا اس تاریخ سے جو کسی اخبار میں پہلی دفعہ یہ مضمون شائع ہو۔ ٹھیک دو ہفتہ کے اندر اپنی دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں تا وہ پیشگوئی جس کے ظہور سے وہ ڈرتے ہیں۔ اندراج رسالہ سے علیحدہ رکھی جائے اور موجب دل آزاری سمجھ کر کسی کو مطلع نہ کیا جائے اور کسی کو اس کے وقت ظہور سے خبر نہ دی جائے۔"

اس اشتہار کے شائع ہونے پر مسلمہ ہندو لیڈر اندرمن مراد آبادی تو خاموش رہا لیکن لیکھرام پشاوری نے لکھ دیا کہ میرے متعلق جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو اور وہ اپنی سرکشی میں دن بدن بڑھنے لگا اور اسلام اور حامی اسلام کے متعلق اس کی زبان چھری کی طرح چلنے لگی۔ تکذیب براہین احمدیہ اس نے لکھی۔ پھر سرمہ چشم آریہ کے جواب میں خبط احمدیہ لکھی اور گالیوں کے پلندے اس نے شائع کرنے شروع کئے اور مختلف مقامات ملک میں اسلام کے خلاف دل آزار تقاریر کا سلسلہ بھی بڑے زور اور شور سے جاری کر دیا (پنڈت لیکھرام کی ان شوخیوں اور تکذیب اور گندہ دہانیوں کا مجموعہ "کلیات آریہ مسافر" کے نام سے آریوں کی طرف سے مرتب ہو کر شائع ہو چکا ہے) اور سب ہندوؤں نے اپنے قول و فعل اور غیر معمولی مدد سے اس بات کو ثابت کر دیا کہ لیکھرام ہندو قوم کا وکیل اور اسے اس کی قوم کی حمایت حاصل ہے۔

تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکھرام پشاوری کے متعلق اپنی مفصل پیشگوئی بتعیین تاریخ و وقت شائع ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء (یعنی لیکھرام کو سات سال مہلت دینے کے بعد) شائع فرما دی۔

لیکھرام پشاوری کے متعلق پیشگوئی

"واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں ..... اندرمن مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت دی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو ان کی قضا و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں۔ سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فوت ہو گیا۔ لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو میری طرف سے اجازت ہے۔ سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جلشانہ کی طرف سے یہ الہام ہوا

عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب

یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل رہے گا۔ اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو بیس فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔

سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب (سب آریوں کو چاہیے کہ سب مل کر دعا کریں کہ یہ عذاب اللہ کا ان سے ٹل جائے) نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے میں تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلہ میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے ..... واضح رہے کہ اس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصور سے بھی بدن کانپتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی کتابیں عجیب طور کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی سے بھری ہوئی ہیں۔ کون مسلمان ہے جو ان کتابوں کو سنے اور اس کا دل اور جگر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو؟ باایں ہمہ شوخی و خیرگی یہ شخص سخت جاہل ہے۔ عربی سے ذرہ مس نہیں بلکہ دقیق اردو لکھنے کا بھی مادہ نہیں اور یہ پیشگوئی اتفاقی نہیں بلکہ اس عاجز نے خاص اسی مطلب کے لئے دعا کی جس کا یہ جواب ملا اور یہ پیشگوئی مسلمانوں کے لئے بھی نشان ہے۔ کاش وہ حقیقت کو سمجھتے اور ان کے دل نرم ہوتے۔"

پھر اس کی مزید تشریح آپ نے اپنی کتاب کرامات الصادقین اور برکات الدعا میں فرما دی کہ لیکھرام کی موت بذریعہ قتل ہوگی اور وہ عید کے دوسرے دن قتل کیا جائے گا اور لیکھرام کے قاتل کا کوئی نشان نہ ملے گا گویا کہ وہ ملائک کی افواج میں سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

وَبَشَّرَنِیْ رَبِّیْ وَقَالَ مُبَشِّرًا
سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ وَالْعِیْدُ اَقْرَبُ

اس پیشگوئی کے شائع ہونے پر لیکھرام نے بھی اس کے بالمقابل اپنی طرف سے ایک پیشگوئی بنا کر شائع کر دی کہ تین سال میں مرزا غلام احمد قادیانی ہیضہ سے مر جائے گا!

ان دونوں پیشگوئیوں کے شائع ہو جانے پر ہندوؤں اور مسلمانوں کی نظریں ان دونوں کی طرف لگ گئیں تا دیکھیں کہ کون سچ بولتا ہے اور کون جھوٹا اور دروغ گو ہے!

پیشگوئی کا ظہور

لیکھرام کی پیشگوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی زندگی میں ہی جھوٹی کر دی اور اس کا جھوٹا ہونا سب دنیا پر ثابت کر دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ اس عرصہ میں بخیر و عافیت رہے اور اس کے بالمقابل جب مارچ ۱۸۹۷ء آیا اور ہماری عید الفطر ۵ مارچ کو ہوئی تو اس عید سے متصل دوسرے دن ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو عصر کے وقت لاہور شہر کے اندر جبکہ لیکھرام اپنے مکان کی بالائی منزل میں تھا اور اس کی ماں اور بیوی بھی وہاں موجود تھیں خدا کے مقرر کردہ کسی قاتل نے لیکھرام پشاوری پر چھری کا ایسا قاتلانہ وار کیا اور ایسے طور پر اس کے پیٹ کے اندر چھری گھمائی کہ اس کے پیٹ کی انتڑیاں کاٹ ڈالیں اور لیکھرام اپنے خون میں لت پت ہو کر چاروں شانے چت گر گیا اور اس کی چیخ و پکار پر اس کی ماں اور اس کی بیوی اور اس کے ہمسائے اس قاتل کی تلاش کرتے رہے مگر قاتل نہ ملنا تھا، نہ ملا۔ کلیات آریہ مسافر میں لکھا ہے:-

"مرحوم مسٹر کرسٹی صاحب پنجاب پولیس کے مشہور رکن سے جب آریہ مسافر کے قاتل کی تلاش کے بارے میں بات [illegible] میں دوبارہ ملا تو انہوں نے بتایا کہ گورنمنٹ کی طرف سے دو تین بار مسلمانوں کی شکایت پر پنڈت لیکھرام کی تصانیف کی پڑتال کروائی گئی لیکن ہر مرتبہ یہی نتیجہ نکالا گیا کہ ان تحریروں میں کوئی بات قابل گرفت نہیں ہے۔ (کلیات آریہ مسافر یعنی مجموعہ تحریرات لیکھرام کو ہی دیکھ لینا چاہیئے کہ کیا یہ کسی [illegible] کی تحریریں ہیں؟ - ناقل) ہاں ان کتب کا مصنف اپنے دھرم کا کسی قدر پُرجوش محافظ نظر آتا ہے۔

مسٹر کرسٹی نے یہ بھی بتلایا تھا کہ گورنمنٹ کو مدت سے معلوم تھا کہ پنڈت لیکھرام پر مخالفوں کی طرف سے ہر طرح کے حملے ہوں گے اور اس نے پولیس کو خفیہ ہدایت دے رکھی تھی کہ ہر جگہ ان کی حفاظت کو مدنظر رکھیں۔" (کلیات آریہ مسافر الف)

[illegible] عذاب الیم سے [illegible] میں وہ مبتلا [illegible] نے اس کا پیٹ چاک کیا اور اپنی چھری چلائی۔ مگر جس پر خدا تعالیٰ کے غضب کی چھری چل چکی تھی اسے کون بچا سکتا تھا۔ جب خدائے قہار کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ لیکھرام تاب نہ لا سکا اور تڑپ تڑپ کر اس دنیا سے جبکہ ہندو قوم کے لیڈر اس کے اردگرد جمع تھے اور اس کی حالت زار کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے چالیس سال کی عمر میں چل بسا اور لاہور شہر ماتم کدہ بن گیا۔

پھر اسے ہندو مذہب کے طور و طریق کے مطابق دوسرے روز آگ سے جلا دیا گیا اور اس کی راکھ دریا میں پھینک دی گئی اور اس دنیا سے اس کا نام و نشان مٹا دیا گیا۔ اور نہ صرف لاہور شہر میں ہی اس کا ماتم ہوا بلکہ سارے ملک ہند کے ہندو گھرانے ماتم کدہ بن گئے اور الہام

عجل جسد لہ خوار
لہ نصب و عذاب

حرف بحرف پورا ہو گیا اور لیکھرام کی یہ ہیبت ناک موت اور خدا تعالیٰ کی یہ قہری تجلی سارے ملک ہندوستان کے لئے اسلام کی حقیقت کا ثبوت اور ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک زبردست نشان بن گئی! اور اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔" (براہین احمدیہ)

[illegible]

کے بعد آریوں نے چاہا کہ اس عظیم الشان نشان کو یہ کہہ کر باطل یا کمزور کر دیں کہ یہ قتل مرزا صاحب کی سازش سے ہوا ہے اور اس میں انسانی ہاتھ کا دخل ہے۔

جب آریہ و ہندو اسی جھوٹے الزام و بہتان کو اپنے اخبارات میں لے آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ پُرشوکت اعلان فرمایا:-

"ایسا شخص میرے سامنے قسم کھاوے جس کے الفاظ یہ ہوں۔

"میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے پس اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہیبت ناک عذاب ہو مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کوئی دخل متصور ہو سکے۔

پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بد دعا سے بچ گیا تو میں مجرم ہوں اور اس سزا کے لائق کہ ایک قاتل کے لئے ہونی چاہیئے۔ اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دنیا کو شبہات سے چھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے یہ طریق نہایت سادہ اور راستی کا فیصلہ ہے۔"

(سراج منیر صفحہ ۲۵،۲۴)

اس چیلنج کے بعد کوئی آریہ بہادر اپنی جان قربان کرنے کے لئے میدان میں نہ نکلا اور اس طرح ایک مرتبہ پھر ہندو قوم پر اسلام کی حجت پوری ہو گئی ؎

"چہ ہیبت ہا بداد ند ایں جواں را
کہ ناید کس بہ میدان محمدؐ"

والصلوٰۃ والسلام علی المرسلین

پاکستان نیوی — "N" کیڈٹ سکیم

ایسے امیدوار جنہوں نے S.S.C. یا اس کے برابر کا امتحان فزکس، کیمسٹری، ریاضی کے ساتھ پاس کیا ہو اور جن کی عمر ۱ مارچ ۱۹۷۶ء کو ۱۵ تا ۱۷ سال ہو وہ "N" کیڈٹ سکیم میں بطور Direct Entry Sailors بھرتی ہونے کے لئے درخواستیں بھجوائیں۔ کسی کیڈٹ کالج میں H S C تک تعلیم دی جائے گی جس کے بعد پاکستان نیوی میں مستقل کمیشن کے لئے انتخاب ہوگا۔ فارم درخواست ڈسٹرکٹ آرمڈ بورڈوں، ایگزیکٹو آفیسر نیول ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد یا ڈائریکٹر نیول ایجوکیشنل سروسز نیول ہیڈ کوارٹرز کراچی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ درخواستیں وصول ہونے کی آخری تاریخ ۱۰ مارچ ۱۹۷۶ء ہے۔ دیگر کوائف و شرائط کے لئے دیکھیں پاکستان ٹائمز صفحہ ۶ مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۷۶ء۔

(ناظر تعلیم)

دعائے مغفرت

۱۔ میرے والد سید بہار شاہ صاحب ساکن چک 268/H.R تحصیل فورٹ عباس بعارضہ فالج دو ماہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۷۶ء بوقت آٹھ بجے شب بعمر ۸۵ سال اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ جنازہ ربوہ لایا گیا اور یہاں تدفین عمل میں آئی۔

مرحوم کا اصل وطن پنڈوری ضلع جہلم تھا۔ اپنے پیچھے ایک بیوہ کے علاوہ چار لڑکے چھوڑے ہیں۔ احباب مرحوم کی بلندی درجات اور پسماندگان کے صبر جمیل کے لئے دعا فرمائیں۔ (سید بشیر احمد شاہ۔ فورٹ عباس)

۲۔ خاکسار کے بھائی مکرم ناصر احمد صاحب کافی عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۱۳ فروری ۱۹۷۶ء بروز جمعہ بوقت گیارہ بجے دن اپنے مولا حقیقی سے جا ملے۔ ۲۵ سال عمر پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(مبارک احمد شاہد۔ فضل بھمبرہ، ضلع تھرپارکر۔ سندھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"وَسِّعْ مَکَانَکَ" کے خدائی ارشاد کی تعمیل میں

صدر انجمن احمدیہ کے زیرِ اہتمام تعمیر ہونے والے گیسٹ ہاؤس کی افتتاحی تقریب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایمان افروز خطاب

ربوہ ۴ امان (۴ مارچ)۔ آج بعد نماز عصر اس نئے گیسٹ ہاؤس کی افتتاحی تقریب عمل میں آئی جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زیرِ ارشاد "وَسِّعْ مَکَانَکَ" کے خدائی حکم کی تعمیل میں صدر انجمن احمدیہ نے تعمیر کیا ہے۔ اس تقریب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی از راہِ شفقت شمولیت فرمائی اور نہایت ایمان افروز خطاب سے اپنے خدام کو نوازا۔

یہ گیسٹ ہاؤس دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے مغربی لان میں تین کنال کے رقبہ میں محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر اعلیٰ کی زیرِ نگرانی حال ہی میں تعمیر ہوا ہے۔ یہ چار بیڈ روم، ڈرائنگ روم اور برآمدہ پر مشتمل ہے اور جدید طرز کی تمام آسائشوں اور فرنیچر سے آراستہ ہے۔

افتتاحی تقریب میں حضرت مولوی محمد الدین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ۔ محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب۔ محترم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ صوبائی امیر۔ محترم ڈاکٹر حافظ مسعود احمد صاحب نائب امیر جماعتِ احمدیہ سرگودھا کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید کے ناظر اور وکلاء صاحبان۔ افسران صیغہ جات اور دیگر متعدد کارکنان شامل ہوئے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری پر کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا جو کہ محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول نے کی۔ تلاوت کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے مختصر طور پر بتایا کہ اُس زمانہ میں جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ؎

میں تھا غریب و بےکس و گمنام و بےہنر ٭ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

حضورؑ کو یہ الہام ہوا کہ لا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس اور پھر ارشاد ہوا کہ وسع مکانک یعنی اپنے مکان کو وسیع کر۔ یہ حکمِ خداوندی خواہ تعمیر ہو یا کسیر ہر وقت جماعت احمدیہ کے پیشِ نظر رہنا چاہیئے۔ اسی حکم کے ماتحت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے مختلف اداروں کو یہ ارشاد فرمایا کہ وہ اپنی اپنی بساط کے مطابق باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے گیسٹ ہاؤس تعمیر کریں چنانچہ صدر انجمن احمدیہ کو یہ متوسط درجہ کا گیسٹ ہاؤس بنوانے کی خدا تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے۔ آخر میں آپ نے حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور دعا کے ساتھ اس کا افتتاح فرمائیں۔ اس موقع پر آپ نے حضور کی خدمت میں اس گیسٹ ہاؤس کی چابیاں پیش کیں۔

بعد ازاں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختصر طور پر نہایت ایمان افروز خطاب فرمایا اور پھر اجتماعی دعا کے ساتھ اس گیسٹ ہاؤس کا افتتاح فرمایا۔ حضور نے اپنے خطاب میں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہر آن بڑھنے والی ایک جماعت کی بشارت دیتے ہوئے یہ حکم دیا تھا کہ وسع مکانک یعنی آنے والے مہمانوں کی رہائش کے لئے اپنے مکانات کو وسیع کرتے چلے جاؤ۔ جماعت خدا کے فضل سے اس حکم پر ہمیشہ عمل کرتی رہی ہے لیکن جلسہ سالانہ کے موقع پر ہر سال ہی آنے والے مہمانوں کی کثرت کے مقابل میں مکانات کی کمی کا احساس ہوتا ہے۔ ۱۹۷۴ء میں خدا تعالیٰ نے مجھے بھی الہاماً اس حکم کی طرف متوجہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ گو بظاہر اُس وقت بعض مقامات سے احمدیوں کو اُجاڑا جا رہا تھا مگر خدا تعالیٰ نے تسلی دی کہ ناموافق حالات کے باوجود [illegible] کو نئے مکانات بنانے کی توفیق ملتی رہے گی اور اللہ تعالیٰ خود جماعت کا حافظ و ناصر رہے گا چنانچہ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوا۔ جب [illegible] میں شمولیت کے لئے بیرونی ممالک کے وفود آنے لگے اور ہر سال سرعت سے اس میں اضافہ ہونے لگا تو میں نے توجہ دلانے پر جماعت کے مختلف اداروں کو نئے گیسٹ ہاؤس تعمیر کرنے کی توفیق ملی چنانچہ اس وقت تک تین گیسٹ ہاؤس خدا کے فضل سے بن چکے ہیں اور ایک انشاء اللہ اسی سال بن جائے گا۔

حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا وعدہ یہ ہے کہ تم جتنے مکانات بناؤ گے آنے والے مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے وہ ناکافی ثابت ہوں گے۔ چنانچہ ہر سال ہی جلسہ سالانہ پر اس بشارت کے پورا ہونے کا ہم نظارہ دیکھتے ہیں۔ بیرونی ممالک سے آنے والے احمدی وفود میں سرعت کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔ وہ جس طرح یہاں آکر اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے ہیں اس کا اندازہ ان کے ان تاثرات سے ہوتا ہے جن کا وہ واپس جا کر اظہار کرتے ہیں۔ ہمیں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے اور اس کے ساتھ ایسا تعلق قائم کرنا چاہیئے جس کے نتیجہ میں وہ پہلے سے بھی زیادہ اپنے فضل ہم پر نازل کرے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے اس مختصر خطاب کے بعد گیسٹ ہاؤس کی چابیاں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب ناظر ضیافت کے سپرد فرمائیں اور پھر اجتماعی دعا کرائی جس کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

اخبارِ احمدیہ

(بقیہ صفحہ اوّل)

توفیق بخشے۔

محترمہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ سلمہا بنت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مطلع فرماتی ہیں کہ:۔

بیگم چوہدری بشیر احمد صاحب کاہلوں کچھ عرصہ سے بہت بیمار ہیں۔ کمزوری زیادہ ہے۔ انہیں میو ہسپتال لاہور میں داخل کرایا گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

میری بیٹی عزیزہ امۃ الباسط ایاز سلمہا اللہ اپنے چار بچوں کے ساتھ انگلستان جا رہی ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخیریت پہنچائے اور اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

خاکسار ابوالعطاء جالندھری

محترمہ مبارکہ شوکت صاحبہ اہلیہ بریگیڈیر (ریٹائرڈ) اقبال احمد صاحب شمیم وفات پا گئیں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترمہ مبارکہ شوکت صاحبہ اہلیہ محترم بریگیڈیر (ریٹائرڈ) اقبال احمد صاحب شمیم سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ ۳ مارچ کو ۵ بجے شام گنگارام ہسپتال لاہور میں حرکتِ قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

جنازہ ربوہ لایا گیا ۴ مارچ کو دس بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔ مرحومہ موصیہ تھیں اس لئے مقبرہ بہشتی ربوہ میں تدفین عمل میں آئی جس کے بعد محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے دعا کرائی۔

محترمہ مبارکہ شوکت صاحبہ مرحومہ حضرت خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب رضی اللہ عنہ (سابق مبلغ انگلستان و ناظر بیت المال) کی صاحبزادی تھیں اور محترم شیخ محبوب عالم صاحب خالد (ناظر بیت المال آمد و پرائیویٹ سیکرٹری حضور ایدہ اللہ) اور مکرم شیخ مبارک احمد صاحب امام مسجد لندن سابق پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں۔ بہت مخلص، نیک اور مخیر خاتون تھیں قریباً ۶۵ برس عمر پائی۔ تین بیٹے ڈاکٹر افضال احمد صاحب۔ اکرام احمد انوار احمد صاحب متعلم ایم ایس سی) اور بیٹی (محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ ناصر احمد صاحب زیدی آف کراچی) مرحومہ کی یادگار ہیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے اور دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر الفضل ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴